بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

بدلتے عالمی منظر میں

کاروبار کی نت نئی صورتیں اور ان کی شرعی حیثیت

نئے عالمی نظام نے دنیا کے معاملات کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے۔ لوگوں کے کام آرام اور تعلیم وتدریس کے اوقات ومعمولات میں تبدیلی آگئی ہے۔ نئے عالمی معاشی نظام کے مرتبین نے " وجعلنا الليل لباسا وجعلنا النهار معاشا" کے خدائی نظامِ معیشت کو مسترد کرتے ہوئے اپنا ایک نظامِ معیشت پیش کیا ہے اور وہ ہے "جُعِلَ الليل والنهار للمعاش" (رات اور دن کاوربار کے لئے بنائے گئے ہیں) ۔ چنانچہ اب نہ رات رات ہے نہ دن دن۔ کاروباری دنیا رات کو جاگتی اور دن کو سوتی ہے۔ یورپ کی بات نہیں پاکستان جیسے غریب (ترقی پذیر) ملک کے تاجر پیشہ و متمول طبقہ کی اکثریت کی صبح بھی گیارہ بجے سے پہلے نہیں ہوتی اور وہ رات کو شاید ہی کبھی سوئے ہوں، ان کے آرام کا وقت وہ ہے جسے ان کے خالق ومالک نے جاگنے اور استغفار کرنے کا وقت بتایا ہے " وبالاسحار هُم يستغفرون "(الذاریات ۱۸۔ کہ سحر کے وقت وہ استغفار کیا کرتے ہیں) آج جسے پوچھئے وہ یہی جواب دے گا کہ رات کو سوتے سوتے دو بج جاتے ہیں۔ نئی نسل بطورِ خاص اس مصیبت کا شکار ہے اور اسے رات کے نصفِ اول میں سونا نصیب نہیں۔ بلکہ اکثر وبیشتر کے سونے کے اوقات رات کے اس آخری تہائی حصہ سے شروع ہوتے ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالی کا فرمان ہے ومن الليل فتهجد به نافلة لك .... (اسراء ۷۹۔ اور رات کے بعض حصہ میں اٹھو اور نمازِ تہجد ادا کرو)

چنانچہ اب اوقات و اندازِ کاروبار بدل گئے ہیں اور اب نہ تو وہ الحنطة بالحنطة والذهب بالذهب والفضة بالفضة يدا بيد .... والا معاملہ ہے اور نہ "والفضل ربوا" کی کسی کو پرواہ.......... پرچون فروشوں کے ماسوا...... کہ ان کا کام اس کے بغیر ذرا مشکل سے چلتا ہے۔ تجارتی مراکز میں بڑے بڑے سودے سب ہوا میں ہوتے ہیں، فون، فیکس، ای میل اور انٹرنیٹ پر مال خریدا اور اسی پر بیچا جاتا ہے وہ مال مارکیٹ میں پہنچنے، کھلنے اور دکانوں میں رکھے جانے سے قبل کئی ہاتھوں میں بک چکا ہوتا ہے مگر اس طرح کہ نہ مال نے اپنے خریدار کا منہ دیکھا ہوتا

☆ قال الشافعي رحمه الله تعالى: الفقهاء كلهم عيال ابي حنيفه في الفقه ☆

ہے اور نہ خریدار نے اپنے مال کی زیارت کی ہوتی ہے۔

خرید و فروخت کی اس دنیا میں اب نئے نئے اندازہائے تجارت متعارف ہو رہے ہیں، جن میں مال کی قدر و قیمت، اس کے اوصاف و استعمالات، اس کے فوائد و نقصانات یا اس کی کوالٹی وغیرہ سے زیادہ خریدار کو اس مال کے ساتھ مفت میں ملنے والی اشیاء یا اس مال کی خریداری کی صورت میں اس کے ساتھ حاصل ہونے والے منافع و انعامات کا لالچ دیا جاتا ہے اور تاجر لوگوں کو اپنی مصنوعات کی خریداری کی ترغیب یوں دیتا ہے کہ خریدار کی نظر اس مال کی اصل خوبیوں سے زیادہ اس پر حاصل ہونے والے ان خارجی منافع پر رہے جو خریداری کی صورت میں اسے حاصل ہونے کا امکان ہے اور جن کی مالیت مال کی قیمت سے بھی زیادہ بلکہ کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

اسی قسم کی مالیاتی و کاروباری اسکیموں میں چینل لنکس، گولڈن کی اور شین ایم ایل ایم کے نام پاکستان میں سامنے آئے ہیں اور ابھی ایسی بہت سی اسکیمیں لوگوں میں متعارف ہونے کی منتظر ہیں۔ علماء کرام کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس قسم کی کاروباری اسکیموں کے معاملات کی تہ تک پہنچنے کی کوشش فرمائیں اور ان کی شرعی حیثیت کا تعین فرما کر مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہیں اگرچہ عوام ان کی نصیحت پر کان نہ دھریں ان پر اتمامِ حجت لازم ہے۔

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ کسی بچے کو ڈبل روٹی یا کولڈ ڈرنک خریدنے کے لئے دکان پر بھیجیں تو وہ دکاندار سے ایسی ڈبل روٹی یا کولڈ ڈرنک طلب کرتا ہے جس پر کوئی انعامی سکیم چل رہی ہو، اگرچہ وہ کوالٹی کے اعتبار سے مضرِ صحت کی حد تک ہی ناکارہ کیوں نہ ہو۔ بچوں میں یہ لالچ انہی کمپنیوں کا پیدا کردہ ہے جو نئے عالمی کاروباری نظام کے تحت چل رہی ہیں۔

جس قوم کی نسلِ نو کے دل و دماغ میں بچپن ہی سے لالچ، حرص اور طمع نے اپنے پنجے گاڑ لیئے ہوں وہ مستقبل کی امین، دیانتدار اور مخلص ملک و ملت کیونکر ہوگی؟

نئی کاروباری سکیموں اور ان کے پسِ پردہ جاری گھناؤنے کاروبار کو سمجھنے اور اس کی شرعی حیثیت کا تعین کرنے کی ذمہ داری علماءِ کرام کی ہے۔ اور ان کے غیر شرعی ہونے کی صورت میں ان پر پابندیاں عائد کرنے کی ذمہ داری حکمرانوں کی .... وفاقی شرعی عدالت، اسلامی نظریاتی کونسل اور وزارتِ مذہبی امور کو بھی از خود ایسی اسکیموں کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں